13

ولی کی غزل گوئی

غزل صرف حسن و جمال، ناز و ادا، رنگ رلیاں، جنس و جسم اور خارجی پہلو تک محدود تھی اس میں کسی گہرے تجربے، احساس یا حیات و کائنات کے شعور کی کارفرمائی نہیں تھی۔ ولی نے اس میں زندگی کے رنگا رنگ تجربات، تنوع اور داخلیت کو سمو کر غزل کے دائرے میں پوری کائنات کو سمیٹ لیا۔

آزاد نے ان کو اردو شاعری میں وہی مقام دیا ہے جو انگریزی شاعری میں چاسر اور فارسی شاعری میں رودکی کو حاصل ہے۔ ولی کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے اردو شاعری کے جو فارم اور سانچے ڈھالے وہ آج تک موجود ہیں اور غزل کے ساز پر جو نغمے انہوں نے چھیڑے دنیائے غزل میں آج تک ان کی صدائے بازگشت سنائی دے رہی ہے۔

یوں تو ولی کی کلیات میں مثنوی، قصیدے، قطعات، خمسے سب ہی کچھ ہیں لیکن جس چیز نے انہیں شہرت دوام بخشی وہ غزل ہے۔ غزل جو حدیث دل اور نغمۂ حسن و عشق سے عبارت ہے وہ ولی کے یہاں اپنی پوری سج دھج اور فنی رچاؤ کے ساتھ نظر آتی ہے۔ ولی کی غزلوں میں جو حسن و تازگی، رعنائی اور دلکشی ہے وہ کم ہی شعراء کے یہاں ملے گی۔ ولی کی غزلوں میں یہ خصوصیات حسن ادا اور موضوعات کی رنگینی دونوں ہی سے پیدا ہوئی ہیں۔ جہاں تک ولی کے موضوعات کا تعلق ہے وہ بہت محدود ہیں۔ وہ زندگی بھر محبت کے دلکش نغمے چھیڑتے رہے اور محبوب کی دلفریب اداؤں کو مختلف انداز سے بیان کرتے رہے حسن کے خدوخال اور اس کے رنگ و روپ اور عشق کی مختلف کیفیات اور واردات کو اپنی غزلوں میں سموتے رہے۔

ولی حسن مجازی اور حسن حقیقی دونوں ہی کے پرستار تھے۔ دراصل حسن مجازی ان کے لئے حسن حقیقی تک پہنچنے کا ذریعہ تھا۔ خود ولی کے ان اشعار سے بھی اس بات کی وضاحت ہوتی ہے۔

شغل بہتر ہے عشق بازی کا   کیا حقیقی و کیا مجازی کیا

مجھے بولیا کہ تو واقف نہیں عشق حقیقی سوں
تو بہتر یوں ہے جا دامن پکڑ عشق مجازی کا

ولیؔ کا محبوب جو بھی ہو وہ اپنے نکھرے ہوئے جمالیاتی شعور کی مدد سے حسن محبوب کی بڑی دلکش تصویریں اپنی غزلوں میں پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے حسن کو مختلف زاویوں سے دیکھا ہے۔ انہوں نے محبوب کی زلف و عارض، لب ورخسار، قد، رنگ وروپ، ناز وادا، آواز، خوشبو وغیرہ کا ذکر اتنی دلکشی اور دلآویزی کے ساتھ کیا ہے کہ ان کے محبوب کی طرح انکی غزلیں بھی حسن کا مرقع بن گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں اردو شاعری کا سب سے بڑا سراپا نگار قرار دیا گیا ہے۔

خوبی میں گل رخاں سوں ممتاز ہے سراپا	وہ ناز میں ادا میں اعجاز میں سراپا
جی میں بستی ہے خوش ادا کی ادا	دل کوں لگتی ہے دل ربا کی ادا
ترا مکھ دیکھ کنعاں یاد آوے	ترا لب دیکھ حیواں یاد آوے
مجھے تب نرگستاں یاد آوے	ترے دو نین جب دیکھوں نظر بھر

ولیؔ کے ان اشعار سے ان کے ذہنی رویہ اور ان کی نفسیات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے یہاں نشاطیہ رجحان کتنا زیادہ ہے لیکن وہ حد سے متجاوز نہیں ہوتا۔ ان کے یہاں رنگ رلیاں منانے جنسی تشنگی کو بجھانے اور عاشق کے ندیدے پن کا احساس نہیں ہوتا۔ ان کا عشق بہت پاکیزہ اور معصوم ہے۔ اس میں ایک سنجیدگی اور تہذیبی قدروں کا پاس ولحاظ ہے۔ کبھی وہ حسن کو اپنانے کی کوشش بھی کرتے ہیں تو اتنے معصوم انداز میں کہ ان کی محبت کی پاکیزگی اور بھی نکھر جاتی ہے۔ محبوب کو پانے، چھونے اور دیکھنے کی تمنا کا اظہار اتنے دلآویز انداز میں کرتے ہیں کہ ان کے اشعار ان کے حسین جذبات کی طرح حسین اور دلکش ہو جاتے ہیں۔

فرصت نہیں ہے دن کوں اگر تو رین میں آ	اے رشک ماہتاب تو دل کے صحن میں آ
گل سر پہ رکھ کے شمع نمن انجمن میں آ	اے گل عذار، غنچہ دہن، ٹک چمن میں آ

ولیؔ کی غزلوں میں عام طور سے یہی نشاطیہ رنگ و آہنگ ملتا ہے لیکن کہیں کہیں غم کی زیریں لہروں کا احساس بھی ہوتا ہے۔ یہ وہ لمحات ہیں جب ولیؔ ناکامیِ عشق کے تصور سے دلگیر ہو جاتے ہیں یا محبوب کی ہستی میں جذب ہو جانے، اسے ایک ٹک دیکھنے اور اس کے جلوؤں سے اپنے

دامن نگاہ کو بھرنا چاہتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کے کلام میں کہیں کہیں ایسی داخلیت اور ان کے لب ولہجے میں ایسی حسرت پیدا ہو گئی ہے جو ہمارے دل میں غم کی چٹکیاں لینے لگتی ہے اور ولی کی غزلوں کی نشاطیہ فضا پر غم کی ہلکی سی دھند چھا جاتی ہے اور بظاہر سیدھی سادی جذباتی کیفیات کے حامل اشعار میں بلا کا تاثر پیدا ہو جاتا ہے اور ان اشعار کا داخلی رجحان حقیقت اور واقعیت سے ہم آہنگ ہو کر ایک طرح کی دردمندی اور حیات انسانی کے نرم گوشوں کی تفسیر بن جاتا ہے۔ ان اشعار میں کتنی ربودگی، دل گرفتگی اور سوز وگداز کی کیفیت ہے۔

آج کی رین مجھ کو خواب نہ تھا   دونوں آنکھوں میں غیرآب نہ تھا
آہ پر آہ کھینچتا تھا میں   آج کی رات کچھ حساب نہ تھا
جسے عشق کا تیر کاری لگے   اسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے

ولی کے یہاں کسی فکر و فلسفہ کی تلاش بے کار ہے۔ البتہ مسائل تصوف کے ضمن میں زندگی کے بعض پہلوؤں کا ذکر ان کی شاعری میں آ گیا ہے ولی کو تصوف سے گہری دلچسپی تھی۔ اس کے اثرات ان کی غزلوں میں واضح طور نظر پر آتے ہیں۔ ان کی غزلوں میں جو عشق کی اعلیٰ اقدار اور پاکیزگی و معصومیت ملتی ہے وہ اسی تصوف ہی کی وجہ سے ہے۔ اسی کے اثر سے معرفت و عرفان اور حیات و کائنات کے مسائل ان کی غزلوں میں دکھائی دیتے ہیں گو ظاہری حسن اور مادی و مجازی عشق کے مقابلے میں یہ آواز کچھ دبی سی معلوم ہوتی ہے۔

مسند گل منزل شبنم ہوئی   دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا
کر چاک گریباں کو گلاں کر کے چمن میں   آئے ہیں ترے شوق میں پردے سے نکل کر

ولی نے اپنی لسانی لیاقتوں اور اجتہادی صلاحیتوں کی مدد سے فارسی شاعری اور ہندی شاعری کی روایات میں ایک لطیف توازن پیدا کر کے اردو زبان کو ایک نیا رنگ و روپ دیا۔ اپنی تخلیقی قوت کار سے اچھوتی اور دلکش تراکیب تراشیں مستعمل و مروج تشبیہات کو اپنی جدت طبع سے تازگی بخشی اپنی خلاقانہ صلاحیت سے نئی نئی تشبیہات سے شاعری کے دامن کو مالا مال کیا انہوں نے حیات انسانی کے حسن کو اجاگر کرنے کے لئے دامن فطرت میں بکھرے ہوئے حسن سے تشبیہات تلاش کیں

اور انہیں اتنے اچھے انداز میں پیش کیا کہ فن میں نکھار پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ معنویت میں بھی
اضافہ ہوگیا ہے۔

تجھ لب کی صفت لعل بدخشاں سے کہوں گا
جادو ہیں تیرے نین غزالاں سے کہوں گا

وہ سیر کو وادی میں مائل نہ ہوا ورنہ
آنکھوں کو غزالون کی پاؤں تلے مل جاتا

ردیف وقافیہ، خوش آہنگ لفظوں اور مترنم بحروں کے انتخاب سے بھی انہوں نے اپنے فن میں جادو
جگایا ہے۔ تکرار لفظی اور صنائع و بدائع کا بھی استعمال کیا ہے ان کا لب ولہجہ اور اسلوب ان کے
موضوعات سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔

☆☆☆